

غیبت — اسلامی تعلیمات کی روش سے

جناب شبیر احمد نورانی صاحب

(۲)

غیبت سنتنا | اگر کوئی مسلمان کسی دوسرے مسلمان کی غیبت کرے تو شریعت کی نگاہ میں انتہائی قبیح اور گناہنا جرم ہے اسی طرح کسی کی غیبت سنتنا بھی شرعاً حرام اور ناجائز ہے۔ چنانچہ اس سلسلے میں کتاب و سنت دونوں میں واضح ہدایات موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

— وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعَصِّمُونَ - (المؤمنون: ۳)

(جو لوگ لغویات سے اعراض کرنے والے ہیں)

— وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ - إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ
وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُورًا - (الاسراء: ۳۶)

رکسی ایسی چیز کے پیچھے نہ لگو جس کا تمہیں علم نہ ہو، یقیناً کان، آنکھ اور دل و دماغ سب ہی کی باز پرس ہوتی ہے۔

— وَإِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ أَعْرَضُوا عَنْهُ وَقَالُوا إِنَّا أَعْمَالُنَا
وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ لَا نَبْتَغِي الْجَاهِلِينَ

(القصص: ۵۵)

(اور جب وہ کوئی بے ہودہ بات سنتے ہیں تو یہ کہہ کر اس سے گذر گئی ہو جاتے ہیں کہ ہمارے لیے ہمارے اعمال ہیں اور تمہارے لیے تمہارے اعمال)

تمہیں دُور سے ہی سلام ہے، ہم جاہلوں کا سا طریقہ نہیں اختیار کرنا چاہتے۔

۱۔ حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر دریافت کیا، "مالک بن الاخشتم کہاں ہے؟" ایک آدمی نے کہا "وہ منافق ہے اُسے اللہ اور رسولؐ سے کوئی محبت نہیں۔" آپؐ نے فرمایا "ایسا مت کہو، تمہیں خبر نہیں کہ اس نے صرف اللہ کی رضا کے لیے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہر اس آدمی پر آگ حرام کر دی ہے جس نے اس کی رضا کے لیے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہا ہو۔"

۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مذکورہ حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف غیبت کرنے والے بلکہ سننے والے کو بھی حکم دیا کہ وہ گدھے کی بدبودار لاش کھائیں کیونکہ جرم میں وہ دونوں برابر کے قصور وار ہیں۔

لہذا ایسے موقع پر ہر مسلمان کا فریضہ بن جانا ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کی عزت کا محافظ بن جائے اور حتی الوسع اپنے بھائی کا دفاع کرے جیسا کہ مندرجہ ذیل احادیث کی روشنی سے معلوم ہوتا ہے۔

۱۔ حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اپنے بھائی کی عدم موجودگی میں اس کی عزت کا دفاع کیا، اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری ہے کہ اُسے آگ سے بچالے۔

(مسند احمد)

۲۔ حضرت ابو درداد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے اپنے بھائی کی عزت کا دفاع کیا اللہ تعالیٰ روز قیامت اُس کے چہرے سے آگ دور کر دے گا۔

(ترمذی)

۳۔ حضرت جابر بن ابی طلحہ الانصاری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی شخص کسی مسلمان کی حمایت ایسے موقع پر نہیں کرتا جہاں اُس کی تذلیل کی جا رہی ہو اور اس کی عزت پر حملہ کیا جا رہا ہو تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی حمایت ایسے موقع پر نہیں کرتا جہاں وہ اللہ کی مدد کا خواہاں ہو۔ اور اگر کوئی شخص کسی مسلمان بھائی کی حمایت ایسے موقع پر کرتا ہے جہاں اُس کی عزت پر حملہ کیا جا رہا ہو اور اس کی تذلیل و تمہین کی جا رہی ہو تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی مدد ایسے موقع پر کرتا ہے جہاں وہ چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُس کی مدد کرے۔“

(البوداؤد)

غیبت کرنے والے کا انجام | حضرت ابی بکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا۔ اور ایک دوسرا آدمی آپ کی باتیں طرف تھا۔ اچانک ہمارے سامنے دو قبریں آگئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے اور یہ عذاب انہیں ایسی باتوں کی وجہ سے ہو رہا ہے جو بظاہر بہت بڑی باتیں ہیں مگر اللہ کے ہاں عذاب کے لحاظ سے وہ بہت بڑی باتیں ہیں۔ آپ نے فرمایا: تم میں سے کون ہے جو ایک شاخ لے کر آئے گا۔ ہم دونوں شاخ لینے کے لیے دوڑے اور میں آگے نکل گیا اور ایک شاخ لے کر آیا۔ آپ نے اُسے دو ٹکڑے کیا اور ہر قبر پر ایک ایک ٹکڑا رکھ دیا اور فرمایا: ”سب تک یہ تو تازہ رہیں گی ان کو کم عذاب ملے گا۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا ”ان میں سے ایک کو غیبت کرنے کی وجہ سے اور دوسرے کو پیشاب کے پھینٹوں سے احتیاط نہ کرنے کی وجہ سے عذاب ہو رہا ہے۔“

اس حدیث کو امام احمد نے اپنی مسند میں صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے اور

بعض دیگر کتب میں بھی یہ حدیث موجود ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریا کیا۔ تم جانتے ہو مفلس کون ہے؟ صحابہ نے عرض کیا جس کے پاس مال و متاع نہ ہو۔ آپ نے ارشاد فرمایا ”میری امت میں مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز روزہ کے ساتھ خدا کے حضور حاضر ہوگا۔ اور اس کے ساتھ ساتھ اُس نے دنیا میں کسی کو گالی دی ہوگی،

کسی پر بہتان لگایا ہوگا، کسی کا مال کھایا ہوگا، کسی کا خون بہایا ہوگا اور کسی کو مارا پٹیا ہوگا۔ چنانچہ اس کی ساری نیکیاں اُن میں سے ہر شخص کو اس کے حق کے مطابق بانٹ دی جائیں گی۔ اور اگر حقوق ختم ہونے سے پہلے اس کی نیکیاں ختم ہو گئیں تو اُن کی بُرائیاں لے کر اس کے ذمے ڈال دی جائیں گی۔ اور پھر اُسے آگ کے حوالے کر دیا جائے گا۔

(صحیح مسلم - الترمذی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جس رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کراٹی گئی۔ آپ نے ایک ایسے گروہ کو آگ میں جلتے دیکھا جو بدبودار لاشیں کھائے جا رہے تھے۔ آپ نے پوچھا "جبریل عبید السام! یہ کون ہیں؟" انہوں نے کہا "یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کی غیبتیں کرتے تھے۔"

(مسند امام احمد)

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب مجھے معراج ہوا تو میں ایک ایسی قوم کے پاس سے گذرا، جن کے نشانگانے کے تھے۔ اور اپنے سینوں اور چہروں کو نوچ رہے تھے۔ میں نے پوچھا! "جبریل! یہ کون ہیں؟" انہوں نے کہا "یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے تھے (غیبت کرتے تھے) اور ان کی عزت پر حملہ آور ہوتے تھے۔"

(البدایہ)

غیبت کا کفارہ | اگر کسی مسلمان سے اپنے بھائی کی غیبت سرزد ہو جائے تو اس کا کفارہ حسب ذیل ہوگا۔

۱۔ جس آدمی کی غیبت ہوئی ہے اور وہ اس دنیا سے رخصت ہو چکا ہے تو غیبت کرنے والا اُس کے حق میں اس قدر استغفار کرے کہ اس کا دل مطمئن ہو جائے کہ میں نے اپنے بھائی کی حق رسی کر دی ہے۔ اور اگر وہ زندہ ہے اور یہ ممکن ہے کہ اُس سے معذرت کر لی جائے تو غیبت کرنے والا اُس سے معذرت کرے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

تے ارشاد فرمایا: ”جس کسی کے ذمے اس کے بھائی کا حق ہو وہ اسے اُس دن سے پہلے معاف کر والے جس دن نہ کوئی دینار ہو گا نہ درہم۔ ورنہ اس حق کے بدلے میں اس سے اس کی نیکیاں لے لی جائیں گی اور اگر نیکیاں نہ ہوئیں تو دوسرے کی بُرائیاں اُسے سونپ دی جائیں گی۔“

(بخاری و مسلم)

یہاں یہ گزارش کرنا ضروری ہے کہ جس طرح غیبت کرنے والے کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے اس بھائی سے، جس کی اس نے غیبت کی ہو، اپنے اس جرم کی معافی مانگے۔ ورنہ اُس آدمی کے لیے بھی، جس کی غیبت کی گئی ہو، یہ ضروری ہے کہ وہ اپنے اس بھائی کو، جو اس کے ساتھ زیادتی کے بعد اُس سے معافی مانگنے آیا ہے، معاف کر دے۔ قرآن و حدیث دونوں میں اس بات کی بار بار تاکید کی گئی ہے۔

چنانچہ سورۃ الاعراف میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

خَذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ

الْبُجْهِلِينَ ۝ (الاعراف : ۱۹۹)

”نرمی و درگزر کا طریقہ اختیار کرو، معروف کی تلقین کیے جاؤ اور

جاہلوں سے نہ الجھو۔“

سورۃ آل عمران میں بندہ مومن کی اللہ تعالیٰ نے یہ صفت بیان فرمائی ہے:

وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَٰفِيْنَ عَنِ الْمَنَاسِ وَاللّٰهُ

يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ (آل عمران : ۱۳۴)

”جو غصے کو پی جاتے ہیں اور دوسروں کے قصور معاف کر دیتے

ہیں، ایسے نیک لوگوں کو اللہ تعالیٰ بہت پسند کرتا ہے۔“

سورۃ الشوریٰ میں ارشاد ہے:

وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَمَلِ الْمُؤْمِنِيْنَ

(الشوریٰ : ۴۳)

”اور جو شخص صبر سے کام لے اور درگزر کے قوی پڑے اور لوہا العزمی کے کاموں میں سے ہے۔“

سورہ النور میں اللہ تعالیٰ نے دوسروں کو معاف کرنے کو اپنی طرف سے معافی کا ذریعہ اور سبب قرار دیا۔

وَلِيَعْفُوا وَيَصْفَحُوا إِلَّا لِيُحِبُّوا أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ
وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ - (النور: ۲۲)

”انہیں چاہیے کہ وہ معاف کر دیں اور درگزر سے کام لیں، کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تمہیں معاف کرے۔ اور اللہ کی صفت یہ ہے کہ وہ غفور اور رحیم ہے۔“

قرآن مجید کی طرح احادیث میں بھی عفو و درگزر پر بڑا زور دیا گیا ہے۔ یہاں پر نوٹوں کے طور پر چند احادیث دی جا رہی ہیں :

— حضرت عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ انکساری سے کام لوں۔ تم میں سے کوئی کسی پر زیادتی نہ کرے اور نہ کوئی کسی پر فخر جتلائے۔

(مسلم)

اور اس سلسلہ میں خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان یہ تھی :
— آپ نے اپنی ذات کے لیے کبھی کسی سے انتقام نہیں لیا۔ البتہ حدود اللہ کی خلاف ورزی کرنے پر محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ضرور سزا دی ہے۔

(بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد : ”صدقہ سے مال کم نہیں ہوتا، بندہ اگر معاف کرے تو اللہ تعالیٰ اُسے مقامِ عزت عطا کرتا ہے۔ اور جس نے اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کے لیے انکساری کی اللہ تعالیٰ اُس کا مقام بلند فرماتا ہے۔“ (مسلم)۔ اس مفہوم کی حدیثیں متعدد دوسری کتب میں بھی موجود ہیں۔

غیبت کا جواز۔ صرف اضطراری حالت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ

کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ غیبت صرف اضطراری حالت میں جائز ہے یعنی جب شرعاً اس کی ناگزیر صورت ہو اور یہ ضرورت اس کے بغیر پوری نہ ہو سکتی ہو، لہذا محدثین کرام نے ایک مسلمان کے لیے اضطراری حالات میں غیبت کی حسب ذیل شکلیں جائز قرار دی ہیں:

۱۔ جب ایک مظلوم اپنی شکایات ظالم کے خلاف عدالت یا حاکم کے سامنے پیش کر رہا ہو۔

۲۔ جب وہ بغرض اصلاح کسی فرد یا ادارے کی شکایات کسی ایسے فرد یا ادارے کو کر رہا ہو، جو اس کی اصلاح کر سکتا ہو۔

۳۔ مفتی کے سامنے بغرض فتویٰ صورتِ مسئلہ پیش کر رہا ہو۔

۴۔ جب وہ حدیث کے راویوں، مقدمہ کے گواہوں یا اہل تصنیف و تالیف کی کمزوریوں کا ذکر کرتے ہوئے مسلمانوں کو ان سے بچنے کی تلقین کر رہا ہو۔

اسی طرح رشتے ناطے کے مشورے، کاروباری معاملے، امانتوں کے بارے میں اعتماد کی خاطر کسی کے بارے میں نامناسب بات کرنا بھی شامل ہے۔

۵۔ ان لوگوں کے خلاف آواز بلند کرنا جو فسق و بدعت علی الاعلان کر رہے ہوں اور ان کی وجہ سے معاشرے کا دینی معیار تباہ ہو رہا ہو۔

۶۔ افراد کا ایسا نام لینا جن سے وہ مشہور ہوں اگرچہ الفاظ نامناسب ہی کیوں نہ ہوں۔ جیسے اعمی (اندھا)، اعمش (بھینگا)، اعرج (لنگڑا)، وغیرہ۔

اضطراری حالات میں غیبت کے جواز کی ان صورتوں کے لیے مندرجہ ذیل احادیث نبوی سے استدلال کیا گیا ہے:

۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہونے کی اجازت چاہی۔ آپ نے ارشاد فرمایا آنے دو، مگر وہ اپنی قوم کا بدترین فرد ہے۔

(بخاری و مسلم)

۲۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ فلاں فلاں آدمی ہمارے دین کو بالکل نہیں سمجھتے۔
(بخاری)

۳۔ حضرت فاطمہ بنت قیس کہتی ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا کہ ابو الجہم، اور معادیہ (رضی اللہ عنہما) نے مجھے پیغام نکاح بھیجا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا، معاویہؓ تو غریب آدمی ہے اور ابو الجہمؓ کی لاطھی ہمیشہ کندھے پر ہوتی ہے (یعنی وہ بہت مارتا ہے یا بہت سفر کرتا ہے)۔

۴۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ ابوسفیان کی اہلیہ "ہندا" آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا کہ ابوسفیان بخیل آدمی ہے، وہ اتنا خرچ نہیں دیتا جو مجھے اور میری اولاد کے لیے پورا ہو۔ الّا یہ کہ از خود بلا اطلاع لے لوں۔ آپ نے فرمایا کہ مناسب طریقے سے جتنا تجھے اور تیری اولاد کے لیے پورا ہو لے لیا کرو۔ (بخاری و مسلم)

مسلمان بھائی کی غیر خواہی کا حقیقی تقاضا | غیبت کا باعث عام طور پر کسی بھائی سے

ذاتی رنجش یا اس کی کسی شرعی خلاف ورزی کی بنا پر دینی حمیت ہوتی ہے۔ لہذا بجائے اس بھائی کی غلطی کو نامناسب طریقے سے اچھالتے کے (جس سے غلطی اور بُرائی کو تشہیر بھی ملے اور بھائی کی عزت بھی جائے)، مناسب اور بہتر یہ ہے کہ اس سے براہ راست رابطہ قائم کر کے وضاحت طلب کی جائے اگر غلط فہمی ہوگی، تو اذہم ہو جائے گا اور اگر واقعہً اس سے خطا سرزد ہوئی ہے تو اس کو بہتر اور مناسب طریقے سے توجہ دلائی جائے۔ وہ یقیناً اس پر شرمسار ہوگا۔ اور اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہوئے معذرت چاہے گا۔ اگر کسی وجہ سے رابطہ ممکن نہ ہو تو کسی دوسرے صاحب اثر مسلمان بھائی کے ذریعے اس کی اصلاح کی کوشش کی جائے، غیر خواہی کا بھی یہی تقاضا ہے۔ غیر القرون سے دو مثالیں ملاحظہ فرمائیں اور خالی الذہن ہو کر ان پر غور فرمائیں۔

حضرت ابو الدرداء کہتے ہیں کہ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے درمیان کسی بات پر ٹکرا رہے ہو گئے۔ حضرت عمرؓ حضرت ابو بکرؓ سے ناراض ہو کر چلے گئے۔ حضرت ابو بکرؓ ان کے

پہچھے معذرت کے ارادے سے گئے، لیکن انہوں نے معذرت قبول نہ کی بلکہ دروازہ بند کر کے بیٹھ گئے۔ حضرت ابو بکرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت ابوالدرداءؓ کا بیان ہے کہ ہم اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے حضرت ابو بکرؓ کو دیکھتے ہی ہم سے فرمایا: ”تمہارا یہ ساتھی نیکی میں آگے بڑھ گیا ہے۔“ حضرت عمرؓ کو بھی اپنے کیے پر شرمساری ہوئی۔ وہ بھی آپ کی خدمت میں آئے۔ سلام کیا اور آپ کے پاس بیٹھ کر سارا واقعہ بیان کیا۔ حضرت ابوالدرداءؓ کہتے ہیں کہ آپ غصے میں آگئے۔ جبکہ حضرت ابو بکرؓ مسلسل یہ کہے جا رہے تھے۔ اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) بخدا تصور میرا زیادہ ہے۔

آپ نے تنکرا فرمایا ”کیا تم میرے ساتھی سے درگزر نہیں کر سکتے؟“ اس نے میرا اس وقت ساتھ دیا جب تم نے جھٹلایا تھا۔ ... الخ (رضی اللہ عنہم اجمعین) (بخاری کتاب التفسیر)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو صحابہ کو شدید صدمہ ہوا حتیٰ کہ بعض تو بالکل پریشان حال ہو گئے۔ میرا حال بھی یہی تھا۔ میں اسی حال میں تھا کہ حضرت عمرؓ گزرے اور سلام کیا جس کی مجھے قطعاً خبر نہ ہوئی۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے حضرت ابو بکرؓ کے پاس شکایت کی۔ پھر وہ دونوں میرے پاس آئے اور سلام کیا۔ حضرت ابو بکرؓ نے کہا کیا بات تھی؟ کہ تم نے اپنے بھائی عمرؓ کے سلام کا جواب نہیں دیا۔ میں نے کہا ”میں نے تو ایسا نہیں کیا“ حضرت عمرؓ نے جواباً کہا: ”بخدا تم نے ایسا ہی کیا ہے۔“ حضرت عثمانؓ کہتے ہیں کہ میں نے کہا ”مجھے آپ کے گزرنے اور سلام کرنے کی قطعاً خبر نہیں۔“ حضرت ابو بکرؓ نے کہا: عثمانؓ تو سچ کہتا ہے ہاں تجھے اس اہم معاملے سے وفات النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہانپنے بے خبر کر دیا تھا۔ (مشکوٰۃ بحوالہ مسند الامام احمد)

خبری گزاریں | قارئین کرام! اس ساری بحث میں کوشش یہی کی گئی ہے کہ آیات مبارکہ اور سنت ثابتہ نومن وعن بلا تبصرہ آپ کی خدمت میں پیش کر دیا جائے۔ تاکہ آپ علیٰ وجہ البصیرۃ اس پر صدقِ دل سے عمل کر سکیں۔ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ پروردگار! ہمیں دنیا اور آخرت میں بھلائی عطا فرما اور آگ کی سزا سے محفوظ کر دے۔ امین یا رب العالمین